# طوفانِ درد

## رثائی سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ

م-ر-عابد

یہ رثائی مسدس غیر مطبوعہ تھا۔ افادیت کے پیش نظر اس سوونیئر میں شامل کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

طوفان[۱] تازگی کے وجود وعدم کا نام
طوفان ہے زمیں کے ثبات قدم کا نام
طوفان سنگریزوں کے ناز و نعم کا نام
طوفان کوہساروں کے اوج و حشم کا نام
طوفان موتیوں کے تجمل کا نام ہے
طوفان معدنوں کے توکل کا نام ہے

طوفان ہے روایتِ فطرت کی اک کتاب
طوفان ہے تغیر آفاق کا نصاب
طوفان جانِ نشو و نما، روحِ انقلاب
طوفان فصلِ رحمتِ حق کا چمکتا باب
طوفان جان آفریں لمحہ حیات کا
طوفان بھی بنا ہے بہانہ ممات کا

طوفان ہے زمانے کی تاریخ کی زباں
طوفان جو ہے گردشِ عالم کا رازداں
طوفان جس پہ رقص کرے قسمتِ جہاں
طوفان یا سکونِ بشر کا عدوئے جاں
طوفان سنگ میل ہے تنسیخ کے لئے
طوفان رودِ نیل ہے تاریخ کے لئے

طوفان ہے حوادثِ عالم کا اک ستوں
طوفان استقامتِ انساں کا اک فسوں
طوفان اعتبار زمانہ کا ہے جنوں
توسیع دہر کے لئے طوفان ہے زبوں
طوفان سے ہی دور کی تنظیم ہوگئی
طوفاں سے ہی زمانوں کی تقسیم ہوگئی

طوفان علم خواہ ہے، تاریخ کی قسم
طوفان عقل مارے تو جذبوں کو دے حشم
طوفان دست عدل، پریشانی کا قدم
طوفان آگہی کی صدا، مقصدِ قلم
طوفان یہ ادب کی زباں کا فراز ہے
طوفان ہی تو نطق و بیاں کا فراز ہے

طوفان منجمد ہوئی تعبیر کا بھی نام
طوفان محترز ہوئی تدبیر کا بھی نام
طوفان منحرف ہوئی تعمیر کا بھی نام
طوفان معترض ہوئی تنویر کا بھی نام
طوفان سنگدل بھی ہے، نازِبتاں بھی ہے
طوفان اک جمود بھی، اشک رواں بھی ہے

(۱) یہاں طوفان تغیر، انقلاب، طغیانی، افراط، ناگہانی، Diastrophy, Catastrophy, Big Bang, Havoc وغیرہ کے مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے

طوفان درد بھی ہے، سکوں کا سبب بھی ہے
طوفان سرکشی بھی ہے، شانِ ادب بھی ہے
طوفان کفر و شرک مٹانے کا ڈھب بھی ہے
طوفان قہرِ حق بھی ہے، منظور رب بھی ہے
طوفان رازداری کے محضر کو کہتے ہیں
طوفان اشتہار کے مصدر کو کہتے ہیں

دمسازیٔ حباب کو طوفان کہتے ہیں
دنیائے آب و تاب کو طوفان کہتے ہیں
ترکیبِ انقلاب کو طوفان کہتے ہیں
توقیرِ اضطراب کو طوفان کہتے ہیں
تسخیر کائنات بھی طوفاں کا نام ہے
طغیانیٔ حیات بھی طوفاں کا نام ہے

طوفان زلزلہ کہیں، آتش فشاں کہیں
طوفان سیل آب کہیں، قحط ساں کہیں
طوفان قدرِ موت کہیں، نقدِ جاں کہیں
طوفان نسل کُش کہیں، جانِ جہاں کہیں
ترکیبِ عنصری کہیں طوفاں کا نام ہے
اور انشقاق بھی کہیں طوفاں کا نام ہے

طوفان گورکن بھی ہے، عزمِ حیات بھی
طوفان بے ثبات بھی، نظمِ حیات بھی
طوفان آشتی بھی ہے، رزمِ حیات بھی
طوفان عاجزی بھی ہے، فہمِ حیات بھی
طوفان حرزِ جاں ہے، قیامت کا صور ہے
ماضی کے دھندلکوں میں بھی طوفان نور ہے

طوفان سلسلہ بھی، تواتر شکن بھی ہے
طوفان قید و بند بھی، نظمِ چمن بھی ہے
طوفان طرزِ عیش بھی، طور محن بھی ہے
طوفان عہد ساز بھی، ننگِ زمن بھی ہے
طوفان یہ سکوں بھی ہے اور اضطرار بھی
طوفان شہریار بھی ہے، زیربار بھی

طوفان چہچہاتی فضا کا سبب بھی ہے
طوفان کسمساتی اداؤں کا ڈھب بھی ہے
طوفان اوج روز ہے، توقیر شب بھی ہے
طوفان غم کی لاج بھی، شانِ طرب بھی ہے
طوفان حرکتوں کی نزاکت کا نام ہے
طوفان ہی سکوت کی حرمت کا نام ہے

طوفان سے ثقافتیں تعمیر ہوتی ہیں
طوفان سے شرافتیں تشہیر ہوتی ہیں
طوفان سے ریاضتیں بے پیر ہوتی ہیں
طوفان سے بشارتیں تسخیر ہوتی ہیں
طوفان قہربار نگاہوں کا دور ہے
طوفان منزلوں کے بدلنے کا طور ہے

طوفان کی زبان ہے قدرت کی گفتگو
طوفان ہے اقامتِ انساں کا بھی لہو
طوفان ہے حکومت و دولت کی آرزو
طوفان کائناتِ سیاست کی آبرو
طوفان سے رہی ہے عبارت یہ زندگی
طوفان کی ہے فاضلِ طینت یہ زندگی

طوفان خاک وسنگ کی توریق کا سبب
طوفان ذہن دور کی تشویق کا سبب
طوفان کائنات کی تخلیق کا سبب
طوفان ہے زمانوں کی تحقیق کا سبب
طوفان ہی تو عالم ندرت کا نام ہے
طوفان زندگی کی علامت کا نام ہے

طوفان اقتدار کا ساماں ہے دہر میں
طوفان جیسے حاکم و سلطاں ہے دہر میں
طوفان ایسے جنگ بداماں ہے دہر میں
طوفانِ نوحؑ اب بھی نمایاں ہے دہر میں
ہر ہر قدم پہ دہر میں طوفان آتا ہے
دنیا کو انقلاب کے معنی بتاتا ہے

طوفان ہی زمیں کے طبق کو پلٹتا ہے
طوفان ہی فلک سے ستارے جھپٹتا ہے
طوفان ہر زمانے سے یکساں لپٹتا ہے
طوفان یوں بلا کے پہاڑے کو رٹتا ہے
طوفان اک سکونِ زماں کا بھی نام ہے
طوفان خارِ قلبِ جہاں کا بھی نام ہے

عاشور کی بھی عصر کو طوفان آیا تھا
طوفان کیسا چاک گریبان آیا تھا
طوفان یا سنانی کا عنوان آیا تھا
یعنی کہ اضطراب کا سامان آیا تھا
طوفان آہ و شیون عالم بہا گیا
طوفان کائنات کو ماتم بنا گیا

طوفان ہی حرارتِ عالم بڑھاتا ہے
طوفان برف کی بھی تہوں کو جماتا ہے
طوفان سبزہ زار کو کوئلہ بناتا ہے
طوفان ہی تو ہیرے کی فصلیں اُگاتا ہے
طوفان جنگلوں کے بڑھانے کا نام ہے
طوفان ریگزار لگانے کا نام ہے

طوفان اعتبار مراحل کا اشتہار
طوفان قید خنجر قاتل کا اشتہار
طوفان خوں کے فتح کے ساحل کا اشتہار
طوفاں شکستِ بیعتِ باطل کا اشتہار
طوفان یہ بکائے زماں کی دلیل ہے
طوفان یہ بقائے جہاں کی دلیل ہے

طوفان ساحلوں کو ہٹاتا ہے راہ میں
طوفان خاک و خوں سے نہاتا ہے راہ میں
طوفان بارشوں کو لٹاتا ہے راہ میں
طوفان خشکیوں کو اگاتا ہے راہ میں
طوفان کائنات کے چہرے کا نام ہے
طوفان زندگی کے تقاضے کا نام ہے

طوفان ہی صحیفۂ عاشور ہوگیا
طوفاں تسلیِٔ دل رنجور ہوگیا
طوفاں حیات درد کا مقدور ہوگیا
طوفاں سیاہِ ظلم کو ناصور ہوگیا
طوفان تیرگی کو پریشاں بنا گیا
طوفان جذبِ دین کو عنواں بنا گیا

طوفان یوں شعار مورخ پہ چل پڑا
طوفان نے بزرگوں کا عزم جواں لکھا
روشن کیا جوان امیدوں کا حوصلہ
زور عطش، ثبات قدم، حق کا رابطہ
طوفان نے وفاؤں کا پرچم اٹھا دیا
طوفان نے جفاؤں کا سر بوکھلا دیا
طوفاں نے صاف منزلِ صبر و صواب کی
طوفاں نے داستان ولا باریاب کی
طوفان نے ستم کی تمنا عذاب کی
طوفاں نے ظلم و جور کی مٹی خراب کی
طوفاں نے حق پہ موت کو شیریں بنا دیا
طوفان نے حیات کا عنواں بڑھا دیا
طوفان یہ تو قاصدِ شبیرؑ بن گیا
طوفاں نوائے جرأتِ بیشیر بن گیا
طوفاں ردائے زینبؑ دلگیر بن گیا
طوفاں کتابِ عصر کی تفسیر بن گیا
طوفان یہ صلاح میں ایماں بھرا کیا
طوفان صبر و حق کی وصیت لکھا کیا
طوفان یہ ہے شیونِ فطرت کی شاہراہ
طوفاں ہوا ہے صبر و صداقت کا درد خواہ
طوفاں ہوا قرارِ حقیقت کی کارگاہ
طوفاں بنا شہادت عظمیٰ کا اک گواہ
طوفان نے ارادوں کی قوت سمیٹ لی
طوفان نے نمازِ جماعت سمیٹ لی

طوفاں نے آ کے دی ہے شہیدوں کی تعزیت
طوفان لایا شامِ غریباں میں تسلیت
طوفاں نے دی شکستہ دلوں کو بھی تقویت
طوفاں نے انقلاب کو بھی دی ہے تربیت
طوفان نے امام کے قدموں میں سر رکھا
طوفاں نے کاروانِ ستم در بدر رکھا
طوفاں نے جشن فتح کا پتلہ جلا دیا
طوفاں نے ظلم پروری کا سر اُڑا دیا
طوفاں نے فکر و درد کا شانہ ہلا دیا
طوفاں نے خفتہ قوم کو اک حوصلہ دیا
طوفاں نے آگہی کو ہدایت بنا دیا
طوفاں نے کربلا کو علامت بنا دیا
اب بھی جو غم کی بات ہو، طوفان آتا ہے
گر رنجِ کائنات ہو، طوفان آتا ہے
گریاں اگر حیات ہو، طوفان آتا ہے
جو درد کا ثبات ہو، طوفان آتا ہے
اظہارِ درد آج بھی طوفاں کا کام ہے
آہ و بکا کا راج بھی طوفاں کا کام ہے
اب کے جہاں میں کیسا یہ طوفان آ گیا
کیسی خبر نقیبِ تغیّر سنا گیا
کربِ غم حیات کو عنواں بنا گیا
کیسا ملال عالمِ امکاں پہ چھا گیا
طوفان شب یہ کیسی سنائی سنا گیا
انسان کو الم کی کہانی سنا گیا

طوفان اٹھ کے کیسا یہ اعلان کرگیا
عالم کے اضطراب کا سامان کرگیا
دنیائے علم و فضل کو بے جان کرگیا
وعظ و عمل کی زلف پریشان کرگیا
دیں کا ستوں لرزنے لگا، تیرگی بڑھی
دریائے رنج ابلنے لگا، بے کلی بڑھی

تاریک رات ہو گئی کچھ اور بھی سیاہ
یہ تو نقیبِ صبح طرب تھی گواہ ماہ
پر کیا ہوا کہ دورِ زمانہ ہوا تباہ
دیوار و در سے اُٹھنے لگا سیل کرب و آہ
ورد بہار آج خزاں کا ترانہ ہے
زنداں شکار رنگِ چمن کا فسانہ ہے

کس کو خبر تھی لائے گی یہ شب فغان و آہ
یہ شب کرے گی عالمِ انسانیت تباہ
یہ شب چلے گی کرب و صعوبات کی ہی راہ
یہ شب بنے گی نظمِ مصائب کی بادشاہ
اور صبح عید اور ہی ہنگام بن گئی
پیغامِ درد، تحفۂ آلام بن گئی

کیا عید کی سحر تھی جو مغموم کرگئی
آفاق کی فضاؤں کو مسموم کرگئی
بختِ زمیں پہ رنج کو مرقوم کرگئی
دریائے فیض سے ہمیں محروم کرگئی
یہ صبح عید تلخیوں کی فصل بوگئی
دانشوری میں کرب و مصائب سمو گئی

یہ عید کی سحر تھی جو آہیں لٹا گئی
دنیا میں علم دیں کا جنازہ اٹھا گئی
طوفان اشک ایک جہاں سے بہا گئی
عالم کو سوگواری کا پیکر بنا گئی
سورج بھی نکلا چاک گریباں کئے ہوئے
صبحِ وطن کو شامِ غریباں کئے ہوئے

یہ کیا ہوا کہ سارا زمانہ اداس ہے
ہر علم دوست، مضطرب و بے حواس ہے
ایوانِ فقہ و دین وادب بے اساس ہے
عزمِ خرد پہ چھایا ہوا حزن و یاس ہے
دنیا میں تیرگی نے تلاطم مچا دیا
طوفان نے زمانوں کا ماتم رچا دیا

یہ کون چل بسا کہ فضا تار تار ہے
کوئی تو اٹھ گیا کہ جہاں سوگوار ہے
کس کے گذرنے سے دل انساں فگار ہے
منبر سیاہ پوش، قلم اشکبار ہے
کس کی وفات اشکوں کا طوفاں اٹھا گئی
دنیا کو درد و آہ کا عنواں بنا گئی

کیسا ہلال عید یہ اب کے عیاں ہوا
اک آفتاب علم جہاں سے نہاں ہوا
اک اعلم زمانہ عدم کو رواں ہوا
عالم کی موت ہوگئی، بے جاں جہاں ہوا
علامہ، سید العلماء آہ چل بسے
فہامہ، امجد الفقہاء آہ چل بسے

افسوس بزم دیں کا اجالا چلا گیا
واحسرتا، خرد کا مسیحا چلا گیا
ہیہات! بندگی کا نمونہ چلا گیا
صد حیف! آگہی کا سہارا چلا گیا
دردا کہ اجتہاد کی نازش بھی اٹھ گیا
اے وا دریغا عظمت دانش بھی اٹھ گیا

دنیا اڑائے خاک، قلم کا بھرم گیا
سر پیٹیں اہل درد کہ عالی ہمم گیا
سینہ زنی کریں کہ شعور کرم گیا
آہ و فغاں بھریں کہ نوائے حرم گیا
دیکھیں سیاہ پوش ہیں دیوار و در تمام
دیکھیں عزا بدوش ہیں سمع و بصر تمام

ہر سو ہے حزن و حسرت واندوہ جلوہ گر
جیسے ہو کوئی، بیوہ غریبی میں بے پسر
گم کردہ راہ جیسے کوئی ہو دمِ سفر
جیسے کسی سفینہ کو چکر میں لے بھنور
جیسے کہ جنگ امن کے سینے سے پار ہو
جیسے بہار دستِ خزاں کا شکار ہو

جیسے چراغ صبح سے پہلے ہی بجھ چلے
جیسے کھنڈر کا سایہ محل کو لپیٹ لے
جیسے کہ تشنگی کا سمندر ابل پڑے
جیسے چمن کو حسرت صحرا پکار دے
جیسے قضا بشر کو یتیمی کا داغ دے
عاشق کو جیسے قدر جنوں کا فراغ دے

قبل سحر ہی ڈوب گیا آفتاب کیا
یعنی محیطِ ارض ہے ظلمت جناب کیا
ہر سو چھک پڑا ہے جہاں میں سراب کیا
تاریک ہوگیا ہے نصیب کتاب کیا
لمحات ٹوٹ ٹوٹ کے بکھرے ہیں رات کے
نغمات تار تار ہوئے ہیں حیات کے

دنیا سے اعتبارِ زمانہ چلا گیا
علم و خرد کا ایک خزانہ چلا گیا
فہم و ذکا کا ایک بہانہ چلا گیا
یکتا، فرید، فرد، یگانہ چلا گیا
ملت کا اوج قوم کا سرتاج چل بسا
عالم نواز فخرِ وطن آج چل بسا

قانونؔ سینہ زن ہے کہ زار و تپاں ہے طب
صدراؔ حزیں ہے سوگ میں میزانؔ و منشعبؔ
طبقاتؔ لرزہ میں ہے تو ارشادؔ مضطرب
تہذیبؔ کے بھی نام ہے حسرت ہی منتسب
کافیؔ الم میں، اور مناقبؔ کو کرب ہے
شافیؔ ہے درد میں تو مکاسبؔ کو کرب ہے

سقراطؔ بدحواس، ہے بقراطؔ بے قرار
طوسیؔ حزیں تو باقرِ داماد اشکبار
نوحہ کناں ہے مجلسیؔ نوریؔ ہے سوگوار
گریاں صدوقؔ اور مفیدؔ فلک وقار
ہیں مضطرب جزائریؔ، انصاریؔ کو ملال
مضطر سبھی ہیں، عاملیؔ، کاشانیؔ کو ملال

وہ چل بسا ہے جو تھا حق آگاہ و حق نگر
حق بین و حق شناس و حق اندیش و حق نظر
خوش فکر و خوش سرشت وخوش اعمال و خوش سیر
خوش فہم و خوش مزاج و خوش اطوار و خوش گہر
وہ مخزن کمال تھا اوصاف کی قسم
وہ نازشِ زمانہ تھا اسلاف کی قسم

دنیا سے وہ گیا ہے جو نیکو نہاد تھا
پاک اعتقاد و پاک یقیں، پاکزاد تھا
اہل صفا تھا، صاحب صدق و سداد تھا
ذی جاہ و ذی وقار تھا، عالی نژاد تھا
اس کے عروج و اوج کا پرچم بلند ہے
اس کا شرف جہانِ علو کو پسند ہے

علم و ادب کی شان تھا، تہذیب کا نشاں
راہ حدیث جانے، درایت کی روح و جاں
تاریخ کا مزاج شناس و مزاجداں
توقیر فلسفہ تھا، تو منطق کی آن باں
تفسیر کا عروج، شریعت پناہ تھا
محراب میں وقار تھا، منبر کی جاہ تھا

تحقیق و اجتہاد کا تھا میر کارواں
تعلیم وتربیت کا مسیحا تھا بے گماں
بے شک تھا نکتہ پروری کی وہ شکوہ و شاں
دانش کا ہم صفیر تھا، بینش کا رازداں
اک کاروانِ فکر کا وہ سربراہ تھا
حکمت کا شہریار، تدبر کا شاہ تھا

اللہ کا مطیع، فدائے رسولؐ تھا
حیدرؑ کا دوستدار، محبِ بتولؑ تھا
پیرو حسنؑ کا، صلح کے گلشن کا پھول تھا
شبیرؑ کا فدائی تھا، جانِ اصول تھا
سجدوں کی زیب، پیرو سجادؑ بھی بنا
اپنے عمل سے دین کی بنیاد بھی بنا

تھا باقرالعلوم وہ باقرؑ کا جانثار
عقدہ کشائے علم وہنر تھا وہ نامدار
نشرِ علوم، تابع جعفرؑ کا تھا شعار
فقہ و کلام کا تھا رئیس فلک وقار
کاظمؑ کا اتباع وہ حق بین کرگیا
دنیا کو کظمِ غیظ کی تلقین کرگیا

پیرو رضاؑ کا، رہبر راہ رضا تھا وہ
قرباں تقیؑ پہ، زیب دہِ اتقا تھا وہ
نسل نقیؑ سے صاحبِ صدق و صفا تھا وہ
شیدائے عسکریؑ تھا، مفسر بڑا تھا وہ
مہدیؑ کے عشق نے اسے ہادی بنایا تھا
بیتِ خدا کا زائر وحاجی بنایا تھا

عمارؓ جیسا تابع یزداں کہیں اسے
قنبرؓ مثال خادم ایماں کہیں اسے
بوذرؓ کے مثل شارحِ قرآن کہیں اسے
سلمانؓ کی طرح کا مسلماں کہیں اسے
دنیا کہے زمانہ کا مقدادؓ تو بجا
اک اک عمل کو اس کے کرے یاد تو بجا

غفراں مآبؒ عہد تھا ملت کا افتخار
وارث حسینؒ کا تھا، تعلم کا تاجدار
ممتازؔ عصر جان تقیؒ، علم کا وقار
ہمنام تھا خلیل کا جو اس کی یادگار
فرزند ابوالحسن کا شریعت پناہ تھا
اسلام کا عروج تھا، ایماں کی جاہ تھا
ہاں اے فقیہ مذہب جعفرؑ سلام لے
ہاں اے خطیب آل پیمبرؐ سلام لے
اے بحر آگہی کے شناور سلام لے
ہاں اے خلوص وعشق کے پیکر سلام لے
کس طرح تجھ کو اہل مودت بھلائیں گے
تیرا فسانہ اہل جہاں کو سنائیں گے
اے افتخار و حرمت ملت تجھے سلام
اے شوکت و وقار شریعت تجھے سلام
اے آفتاب برج خطابت تجھے سلام
اے تاجدار ملک بلاغت تجھے سلام
تیرا وقار کر نہ سکی قوم، حیف ہے
تجھ کو سمجھ سکی نہ تری قوم، حیف ہے
اچھا ہے کرسکی نہ تری قدر یہ صدی
ابھرے گی ساتھ وقت کے ہاں شخصیت تری
چھاتی رہے گی شان تری، تیری برتری
تیری لحد پہ سجدہ کناں ہوگی آگہی
نعمت کی قدر ہوتی ہے بعد زوال ہی
صدیوں کو رہ دکھائے گی تیری مثال ہی

ابھرے جو ساتھ وقت کے، وقعت ہے اس کا نام
غیروں کے دل کو جیت لے، عزت ہے اس کا نام
دانشوری سے داد لے، عظمت ہے اس کا نام
صدیوں کو پار کر لے جو، شہرت ہے اس کا نام
جس میں یہ سب صفات ہیں وہ تیری ذات ہے
بے شک اَمَر رہے گا تو، تیری حیات ہے
یہ وقت تو بڑے ہی کرشمے دکھاتا ہے
دارا کی قبر، گور سکندر مٹاتا ہے
پر علم کے خزینوں کو سینے لگاتا ہے
دیکھے گی دنیا تجھ کو یہ کتنا اٹھاتا ہے
سب کو زمانہ تیرے فسانے سنائے گا
''پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا''
تیرے بغیر بے سرو ساماں ہے لکھنؤ
تیرے بغیر زلف پریشاں ہے لکھنؤ
تیرے بغیر چاک گریباں ہے لکھنؤ
تیرے بغیر شہر خموشاں ہے لکھنؤ
تیرے ہی ساتھ لکھنؤ شوکت گنوا چکا
اپنا بھرم لٹا چکا، عظمت گنوا چکا
جو تو نہیں، تو عظمت ہندوستاں کہاں؟
رشک چمن کی آج وہ توقیر و شاں کہاں؟
رونق فزا نہیں، تو فراز مکاں کہاں؟
فخر زمن نہیں ہے، تو نظم جہاں کہاں؟
بے ربطیٔ جہاں سے ترا غم بپا ہے آج
بے تاب و بے قرار ہر اہل ولا ہے آج

کب تیرے بعد شوکت و شان بیاں رہی؟
تیرے بغیر رونق منبر کہاں رہی؟
محراب تیرے مرنے پہ گریہ کناں رہی
تیرے ہی دم سے زینت مجلس جواں رہی
غم کی نگاہ زندگی کی سمت مڑتی ہے
دنیائے علم و فضل میں اب خاک اڑتی ہے

جائس کا فخر تھا تو علی گڑھ کی آن و باں
بے جا نہیں تجھے جو کہیں لکھنؤ کی جاں
شانِ اودھ تھا ہند کی شوکت کا تھا نشاں
مشرق کا افتخار تھا تو نازش جہاں
تو نے جہانِ علم کو درس عمل دیا
مغرب کی دہریت کے فسوں کو کچل دیا

دانش کدہ ہے ایک علی گڑھ کا جو وقار
وہ بھی ترے کمال و تبحر کی یادگار
تیرے وجود نے اسے بخشا تھا افتخار
تیری وفات اس کا ہے سامانِ احتضار
تو کیا گیا کہ شانِ علی گڑھ چلی گئی
تیرے ہی ساتھ جانِ علی گڑھ چلی گئی

ویراں ہے اب حسینیہ جنت مآبؒ کا
تاریک ہوگیا ہے مقدر کتاب کا
محتاج ہوگیا ہے قلم آب و تاب کا
دنیا بنی ہوئی ہے مرقع عذاب کا
کتنے ہیں سوگوار ترے اے علی نقیؒ
کتنے ہیں جاں‌نثار ترے اے علی نقیؒ

تجھ سے جہانِ علم تھا روشن بھی شاد بھی
دانشکدہ میں لکھنؤ کے تیری یاد بھی
سلطانیہ کا فخر بھی، تو اعتماد بھی
ناظم تھا خود بھی، ناظمیہ کا عماد بھی
آئی خزاں علوم کے گلشن میں تیرے بعد
اب کیا رہا کمال کے دامن میں تیرے بعد

تیرا ''مشن امامیہ'' بھی تھا بڑا وقیع
جس سے ہوا ہے دینی ادب کس قدر وسیع
اس کا مقام دینی اداروں میں ہے رفیع
اپنے عمل سے مذہبِ حق کا رہا مطیع
یہ بھی مشن جہان میں کیا نام کرگیا
نشر حسینیت میں بڑا کام کرگیا

کتنے جہانِ علم ترے سوگوار ہیں
کتنے خرد پناہ ترے زیربار ہیں
کتنے چراغ ذہن تری یادگار ہیں
کتنے فراز حلم بھی تجھ پر نثار ہیں
تیرا وقار علم کے کاشانے کرتے ہیں
عزت تری کمال کے دیوانے کرتے ہیں

گلزار دیں میں ہے تری رفتار سے بہار
کردارِ اہلبیتؑ سے کردار مستعار
تشریح علم و فقہ کی گفتار سے نکھار
اشعار بھی ترے ہیں سخنور کا اعتبار
نقش قدم پہ تیرے عدو بھی ترے چلے
سکے کہاں کہاں ترے افکار کے چلے

بکھرے ہیں خلق میں ترے آثار بے شمار
علم و ادب کی رو سے جو بے شبہ شاہکار
تقریریں تیری ہوں کہ تصانیف یادگار
وہ اجتہاد تیرا کہ وہ درس ذمہ دار
یہ نقش سارے دین کے روشن منارے ہیں
یہ علم و آگہی کے فلک کے ستارے ہیں

تقریر ایک ایک تری یادگار ہے
ایک ایک بول تیرا، سخن کا وقار ہے
تیری زباں پہ نغمۂ بلبل نثار ہے
حسنِ بیاں کی تیرے جہاں میں پکار ہے
تیرے بغیر شانِ خطابت کہاں رہی
منبر کی مجلسوں کی وہ شوکت کہاں رہی

تیری وہ مجلسیں، وہ خطابت ہے سب کو یاد
وہ گلفشانیاں، وہ فصاحت ہے سب کو یاد
وہ شوکت بیاں، وہ بلاغت ہے سب کو یاد
وہ نکتہ سنجیاں، وہ طلاقت ہے سب کو یاد
وہ مجلسیں جو صدق و صفا بانٹتی رہیں
وہ مجلسیں جو نقدِ ولا بانٹتی رہیں

وہ مجلسیں جو فکر کی شمعیں جلا گئیں
وہ مجلسیں جو حق کی رفاقت بڑھا گئیں
وہ مجلسیں جو صبر کی عظمت بتا گئیں
وہ مجلسیں جو سارے زمانے پہ چھا گئیں
ان مجلسوں سے دین کا گلشن بہار ہے
ان مجلسوں پہ جان تکلم نثار ہے

''یوم حسینؑ'' کی وہ تقاریر یادگار
ہر خاص و عام دل پہ وہ تاثیر یادگار
انسان کو وہ دعوتِ شبیرؑ یادگار
نشرِ حسینیت کی وہ تصویر یادگار
الفت تھی تجھ کو کیا دل مرسلؐ کے چین کی
تو ہی تو کر گیا بنا ''یوم حسینؑ'' کی

عالم کو تو نے درس پیام عزا دیا
اور امتیازِ مذہب و ملت مٹا دیا
پیغام کربلا کا تفہم بڑھا دیا
ہر قلب پر حسینؑ کا سکہ جما دیا
یاد حسینؑ کو نئی راہیں دکھا گیا
ایوانِ شہرِ لکھنؤ تک کو ہلا گیا

آہ و بکا کو تو نے مدبر بنا دیا
رسمِ فغاں کو حق کا مفسر بنا دیا
اشک عزا کو تو نے مفکّر بنا دیا
مجلس کو آگہی کا مصور بنا دیا
جذبوں کو تو نے عقل بداماں بنا دیا
بزم عزا کو علم کا ایواں بنا دیا

تو تو سکھا گیا ہے جہاں کو عزا کا ڈھب
نشرِ علوم آل پیمبرؐ ترے سبب
تیری ہی مجلسوں سے ہوئی شوکتِ ادب
کرتے رہیں گے یاد بہت جن کو سب کے سب
تو ہی حسینیت کو جہانگیر کر گیا
قلبِ بشر پہ درد کی تعمیر کر گیا

عشرے کی مجلسیں، وہ تری شوکت بیاں
الفاظِ درد تیرے مصائب کی روح و جاں
وہ آٹھویں کو مقبرۂ عالیہ کی شاں
وہ رخصت عزا، وہ ترا نوحہ و فغاں
جیسے عزا کا اول و آخر ہے تیرے ساتھ
جیسے عزا کا باطن و ظاہر ہے تیرے ساتھ

تحریکِ ''یادگار حسینؑ'' کے سربراہ
چمکی ہے تجھ سے تعزیہ داری کی شاہراہ
تجھ سے ہوئی فروغِ عزا کس کو اشتباہ
کوشش پہ تیری عالم انسانیت گواہ
تو نے درِ حسینؑ پہ عالم جھکا دیا
انسانیت کو محرمِ ماتم بنا دیا

تیری نگارشات کی کیا آب و تاب ہے
تالیف ایک ایک تری انتخاب ہے
تصنیف جو ہے فکر و خرد کا شباب ہے
تیرے قلم کی سعی بڑی کامیاب ہے
تیرا قلم جہاد کے عنوان سے چلا
تیرا قلم کمال سے تحسین لے چلا

تیرا قلم تھا مذہبِ فطرت کا آشنا
تیرا قلم تھا رازِ طریقت کا آشنا
تیرا قلم رموزِ حقیقت کا آشنا
تیرا قلم مزاجِ شریعت کا آشنا
تیرا قلم ہی نورِ صداقت بنا رہا
تیرا قلم چراغِ ہدایت بنا رہا

تیرا قلم مفسر قرآن و آگہی
تیرا قلم معلم عرفان و آگہی
تیرا قلم مفکر ایمان و آگہی
تیرا قلم تھا پیکرِ ایقان و آگہی
تیرے قلم نے معرکے کتنے ہی سر کئے
کفر و نفاق کے پرے زیر و زبر کئے

تنقید کی نگاہ میں یکتا ترا قلم
تحقیق وجستجو کا مسیحا ترا قلم
علم و خرد کی راہ سے اعلیٰ ترا قلم
معجز بیان، فکر سراپا ترا قلم
تیرے قلم نے کتنے ہی عقدوں کو حل کیا
تیرے قلم نے مذہبِ حق پر عمل کیا

تیرے قلم پہ خونِ شہیداں ہے سجدہ رو
تیرے قلم سے عزم شہیداں ہے سر خرو
تیرے قلم سے معنئ قرآں کی گفتگو
تیرا قلم ہے منزل ایماں کے روبرو
تیرے قلم سے دشمن حق کو شکست ہے
آگے قلم کے خونِ شہیداں بھی پست ہے

تیرا وجود تھا رخِ تعلیم کا جمال
تیرا جمال تیرگی میں نور کی مثال
تیری مثال راہِ متانت کا ہے کمال
تیرا کمال عظمتِ انسانیت پہ دال
دشمن بھی معترف ہے تو بحرِ علوم تھا
ہر ایک فیض یاب وہ فیض عموم تھا

تیرا قرار حلم و تحمل کا بندوبست
تیرا ثبات کرگیا کتنوں کو حق پرست
تیرا سکوت زلزلوں کو دے گیا شکست
تیرا وقار کر گیا عزم بلا کو پست
تیرے عمل نے درسِ اخوت سدا دیا
تجھ کو ترے خدا نے کلیجہ بڑا دیا
تیرا سکوں جفاؤں کے طوفان کھا گیا
تیرا جہاد صلح کے عنواں بتا گیا
تیرا شکوہ ظلم پناہی گرا گیا
تیرا شعار علم کی مجلس سجا گیا
تیری مثال وقت کو راہیں دکھائے گی
تیری نظیر کون سی دنیا بنائے گی
تیرے نکات، فہم و تفکر کی کائنات
تیرے صفات، عزم و تدبر کی کائنات
تیرے جہات، ملک تحیر کی کائنات
تیری ہی ذات، علم و تبحر کی کائنات
تیری نگاہ محفل دانش سجا گئی
تیری زبان جہل کے قلعے اڑا گئی
تیرا رسولؐ صاحبِ معراج و ذی وقار
تیرا امام مالکِ توقیر و افتخار
تیرا مقام آل محمدؐ کا ہے جوار
تیرا مزار منزلِ انوارِ کردگار
تیری حیات مقصدِ خلقت بتا گئی
تیری وفات درد و مصیبت لٹا گئی

تو کتنے گھونٹ زہر کے پی کر نکل گیا
کیسا وہ تیرا ''جدی کتب خانہ'' جل گیا
تجھ پر ہی وار فتنہ طرازی کا چل گیا
کچھ تو شجر نفاق و عداوت کا پھل گیا
یہ تیرے اتحاد کے پیغام کا صلہ؟
تیرے قلم سے خدمت اسلام کا صلہ؟
تحقیق کے رئیس مجدد تجھے سلام
تعلیم کے مدبر جید تجھے سلام
تہذیب کے محافظِ امجد تجھے سلام
دین ہدیٰ کے رہبر اوحد تجھے سلام
تو جو نہیں، تو منزل انساں ہے بے چراغ
تیرے بغیر علم کا ایواں ہے بے چراغ
تیرا تو علم وہ جو زمانے کا فخر تھا
ورنہ تو علم محض ہے کب لائق ثنا
وہ علم محض تو سدا، ننگ بشر رہا
وہ علم خاردار شجر کی طرح پھلا
اس علم کو فیوض سے نسبت ذرا نہیں
اس علم سے بھلا کسی انسان کا نہیں
ہاں گر ہو محض علم، تو ناپاک ہے وہ علم
آماجگاہ شر ہے، خطرناک ہے وہ علم
بے فیض وحیلہ ساز ہے، سفاک ہے وہ علم
انساں فروش، فتنۂ خاشاک ہے وہ علم
اس علم کو حماقت انساں کہا گیا
ایسا ہی علم ورثۂ شیطاں کہا گیا

تخریبِ زیب، دشمن اخلاق ہے وہ علم
تعمیر کُش ہے، قاتلِ آفاق ہے وہ علم
تہذیب کے مٹانے میں مشّاق ہے وہ علم
احساں شکن ہے، قاطع اشفاق ہے وہ علم
وہ علم ہے، خدا کی قسم، دشمن خدا
وہ علم ہے ستم کا حشم، دشمن خدا

راہ صواب خوب ہے طے ہو جو علم سے
ورنہ وہ علم دولتِ قارون ہی رہے
تنقید و اعتراض مبصر ہیں علم کے
تحقیق سے ہی علم کو توثیق بھی ملے
کیا خوب طے ہو علم سے دانش کی شاہراہ
کیا خوب طے ہو علم سے نازش کی شاہراہ

ہاں علم کا خرد سے اگر انتساب ہے
تو علم سرفراز ہے، عالی جناب ہے
حکمت کے ساتھ علم بھی عزت مآب ہے
علم و خرد کا ساتھ ہو، حق کی کتاب ہے
ایسا ہی علم وجہہ فضیلت ہے بے گماں
ایسا ہی علم شانِ نبوت ہے بے گماں

اس علم سے ہی عزتِ آدم ہے استوار
اس علم پر خلافتِ حق کا رہا مدار
یہ علم ہے ترقیِ انساں کا ذمہ دار
یہ علم ہے مزاجِ مشیت کا اعتبار
یہ علم انبیا کی وراثت ہے لا کلام
ایسا ہی علم حق کی امانت ہے لا کلام

حکمت سے شہر علم میں تنویر آتی ہے
تنقید سے ہی علم میں توقیر آتی ہے
دانش نصیب، علم میں تاثیر آتی ہے
تحقیق خیز، علم سے تعمیر آتی ہے
دانشوری کی جان ہے حکمت سے ملتا علم
بینش کی آن بان ہے حکمت سے ملتا علم

ایسے ہی علم و عقل کا پیکر علی نقیؑ
ایسے ہی علم و فضل کا لنگر علی نقیؑ
ایسے ہی علم و فیض کا مظہر علی نقیؑ
ایسے ہی علم و عدل کا منظر علی نقیؑ
وہ علم تیرا عقل و تبحر کی دین تھا
وہ علم تیرا حکمتِ حق بیں کا چین تھا

تو امتزاج علم و خرد کا دکھا گیا
یعنی کہ اعتدال کی قیمت بتا گیا
تو ہی جہاں کو علم کے معنی سکھا گیا
حکمت پہ تو تو علم کا قلعہ اٹھا گیا
تو علم کی کتاب سے آگاہ کر گیا
تو علم کی جناب کو ذی جاہ کر گیا

اہل خرد ہی تیری رفاقت کا دم بھرے
عامی سا ذہن کا کوئی کب تجھ تک آسکے
کم بیں جو ہیں، انہیں نہ تری گرد تک ملے
دانش کو اپنی کھوئے جو دشنام دے تجھے
ہوتا ہے تیری ذات سے اظہار، بے گماں
حکمت کا علم کا تو ہے معیار، بے گماں

تیرا قلم کمال کو ممتاز کر گیا
ذہن بشر کو دین کا دمساز کر گیا
تیرا قلم جہاں کو سرافراز کر گیا
اک انقلابِ فکر کا آغاز کر گیا
انسان کو تو قیمت انساں بتا گیا
دنیا کو کیسی قدرِ مسلماں بتا گیا
تیرا مزاج شمعِ محبت جلا گیا
تیرا یقین رازِ طریقت بتا گیا
تیرا خلوص بزم ارادت سجا گیا
تیرا کلام علم کی دولت لٹا گیا
تیرا شباب وعظ کو اک طرز دے گیا
پیری سے بھی خراج عقیدت تو لے گیا
اے حق نگر، نفاق کی تردید الوداع
اے عہد نو میں دین کی تجدید الوداع
اے روحِ اتحاد کی تمجید الوداع
اے برجِ اجتہاد کے خورشید الوداع
تیری کمی جہانِ ولا کو رُلائے گی
تیری جدائی ہم کو ہمیشہ ستائے گی
ہاں ہاں جہانِ فکر میں گرتی ہیں بجلیاں
اب تو قلم سسکتا ہے کاغذ ہے بے اماں
سکتہ میں اب ہے نطق کہ لرزہ میں ہے بیاں
سمٹی صفات میں عدد آثار داستاں
وہ داستاں جو جذبوں کا عنوان دے گیا
وہ داستاں جو وقت کا طوفاں دے گیا

سید علی نقی نقوی، حبرِ محترم
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
دارائے علم، جاہِ ادب، خسرو قلم
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
اہلِ وقار، اہل شرف، صاحبِ حشم
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
گنجینۂ فیوض و ادب، صاحب کرم
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
صائب، دبیر، اہل ولا، آیتِ خدا
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
علامہ سید العلماء، آیتِ خدا
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
چیدہ، فصیح، فاضل جید، علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
دانا، مجید، واعظِ امجد علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
قابل، نجیب، ذاکر اوحد علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
ممتاز، فرد، مولوی سید علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
طیب، وحید و حاجیِ ذی شاں علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ
اہل فراز، رہبرِ عرفاں علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ

جویائے دیں، چراغ ہدایت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ھ

نجم صواب و شمس طلاقت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ھ

جانِ یقین ونازشِ خلقت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ھ

ظِل جلال، سایۂ رحمت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ھ

ممدوح عہد و عاشقِ عترتؑ علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ھ

پروردۂ کنارِ محبت علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ھ

روحِ ادب، جلال بلاغت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

زیبِ صفا، ستونِ خطابت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

دریائے فضل، جوئے جلالت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

زیرِ زمیں، عروجِ سعادت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

مرقد نشیں، سراجِ تفکر علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

فخرِ زماں، نگینِ تبحر علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

اشہر، مجیب و ثانی میثمؒ علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

شیریں زبان و پاک و معظم علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

بیدار مغز، مرجع عالم علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

زیب بہشت، المعی، اکرم علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

مرقد نشیں، فہیم و دلاور علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

حق بین و با ولا و سخنور علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

اہل عطا و مرجعِ تابش علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

زیبِ مزار، فخرِ نگارش علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء

فردوس زیب، رہبر بینش علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

جنت مقام، مطلع دانش علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

زیرِ زمین، گنج فراست علی نقیؒ
۸ ۰ ۴ ۱ ء

خلد آشیاں، پیمبرِ حکمت علی نقیؒ
۸ ۸ ۹ ۱ ء